## 145955 - مہر مؤخر كى ادائيگى كب لازم ہے ؟

### سوال

كيا شادى كے بعد بغير كسى طلاق يا وفات كے رخصتى كے بعد ہى خاوند كے ليے مہر كى ادائيگى واجب ہے، يعنى جب خاوند كى زندگى ميں ہى بيوى مہر مؤخر كا مطالبہ كرے توا دائيگى ضرورى ہے يا نہيں، اور اگر خاوند دينے سے انكار كر دے تو كيا حكم ہے ؟

### پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

مہر معجل اور غير معجل يعنى جلدى دينا اور ادھار كرنا جائز ہے؛ اسى طرح كچھ پہلے اور كچھ بعد ميں دينا بھى جائز ہے اس كى تفصيل آپ سوال نمبر ( 131069 ) كے جواب ميں ديكھ سكتے ہيں.

بيوى كى رخصتى ہو جائے اور دخول يا خلوت صحيحہ ہونے كى صورت ميں بيوى پورے مہر كى مستحق ہوگى چاہے مہر معجل ہو يا غير معجل.

مستقل فتوى كميٹى سعودى عرب كے علماء كرام كہتے ہيں:

" دخول و رخصتى سے بيوى پورے مہر كى مستحق ہو گى " انتہى

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ و الافتاء ( 19 / 56 ).

دوم:

مہر مؤخل خاوند كے ذمہ قرض ہے، اور خاوند پر بيوى كے حقوق ميں سے ايك حق ہے، اگر شرط ركھى گئى ہو تو شرط كے مطابق اس كى ادائيگى كرنا لازم ہو گى، يا پھر خاوند اور بيوى كے معاشرے ميں جو عادت ہو اس كے مطابق ادائيگى كى جائيگى، جس پر لوگ عمل كر رہے ہوں، بالكل ايسے ہى جيسے كوئى چيز كسى شرط كے ساتھ مشروط ہو.

اگر عقد نكاح ميں مہر مؤخر كى كوئى مدت مقرر كى گئى ہو مثلا ايك يا دو برس يا اس سے كم يا زيادہ تو مدت پورى ہونے پر خاوند كے ذمہ مہر كى ادائيگى واجب ہوگى، خاوند كو اس ميں ليت و لعل سے كام نہيں لينا چاہيے، كيونكہ يہ مہر بھى باقى قرض كى طرح ايك قرض ہے، اگر ادائيگى كى استطاعت ركھتا ہو تو مدت پورى ہونے پر جس ميں تاخير اور ليت و لعل سے كام لينا جائز نہيں.

اور اگر مہر مؤخر كى كوئى مدت متعين نہ كى گئى ہو تو پھر طلاق وغيرہ يا دونوں ميں سے ايك كى وفات كے وقت مہر كا مطالبہ كيا جائيگا، اگر پہلے خاوند فوت ہو جائے تو بيوى كو حق حاصل ہے كہ وہ وصيت پورى كرنے اور ورثاء ميں وراثت كى تقسيم سے قبل تركہ و وراثت سے مہر وصول كرے، اور اگر كچھ باقى بچے تو پھر وراثت ميں سے اپنا مكمل حصہ بھى وصول كرے.

اور اگر پہلے بيوى فوت ہو جائے تو بيوى كے ورثاء كو حق حاصل ہے كہ وہ عورت كے دوسرے اموال كى طرح مؤخر مہر كى وصولى كريں، اور يہ مہر بھى عورت كے دوسرے مال كى طرح ورثاء ميں حصوں كے مطابق تقسيم كيا جائيگا، ان ورثاء ميں ا سكا خاوند بھى شامل ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" فصل: كچھ مہر مؤجل ركھنا اور مہر مؤجل كا حكم...

اور جس پر خاوند اور بيوى كا اتفاق ہو كہ وہ بعد ميں طلب كيا جائيگا چاہے اس كى مدت نہ بھى مقرر كى گئى ہو، بلكہ خاوند كہے ك ايك سو معجل اور ايك سو مؤخر؛ تو صحيح يہى ہے كہ مہر مؤخر كا مطالبہ صرف موت يا عليحدگى كى صورت ميں ہى كيا جائيگا، قاضى ابو يعلى اور مسلك كے قديم مشائخ كا يہى اختيار ہے، اور شيخ الاسلام ابن تيميہ نے بھى اسے اختيار كيا، اور امام نخعى شعبى اور ليث بن سعد كا قول بھى يہى ہے " انتہى

ديكھيں: اعلام الموقعين ( 3 / 81 ).

شيخ سعدى رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال دريافت كيا گيا:

اگر كچھ مہر شادى كے وقت فورى ادائيگى اور كچھ بعد ميں ادا كرنے پر شادى كى جائے تو كيا يہ صحيح ہے يا نہيں ؟ عادت يہ ہے كہ باقى مانندہ مہر موت يا عليحدگى كے وقت ہى ادا كيا جاتا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" يہ مہر مؤخر صحيح ہے؛ چاہے وہ زبانى طور پر بولا گيا ہو يا پھر ان كے ہاں عادت اور رواج ہو.

اس بنا پر عورت یا عورت کے خاندان والوں کے لیے خاوند کے نکاح میں رہتے ہوئے مہر مؤخر کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں، اور اسی طرح مہر مؤخر کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ کو خاوند سے روک لینا بھی جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ عقد نکاح کے وقت انہوں نے مذکورہ مہر مؤخر پر اتفاق کیا ہے.

اور اگر بیوی میکے جا کر بیٹھ جائے اور میکے والے یہ مطالبہ کریں کہ ہم تو اپنی بچی کو اسی صورت میں سسرال جانے دیں گے جب مہر مؤخر ادا کیا جائیگا، تو ان کا یہ مطالبہ ناحق ہے، اور وہ عورت کو اس کے خاوند سے ناحق روک رہے ہیں، اگر وہ اس حجت پر عورت کو خاوند کے پاس نہیں جانے دیتے تو جب تك بیوی اپنے خاوند کے پاس نہیں جاتی اسے نان و نفقہ نہیں ملےگا؛ کیونکہ وہ خاوند کی نافرمان کہلائیگی، اور بغیر کسی حق کے نافرمانی کرنے والی عورت کو نفقہ نہیں ملے گا " انتہی

دیکھیں: الفتاوی السعدیۃ ( 502 ).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا عورت کا مہر مؤخر کرنا صحیح ہے ؟ اور کیا یہ خاوند کے ذمہ قرض ہے جس کی ادائیگی لازم ہو گی ؟ اور کیا اس میں زکاۃ واجب ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" مہر مؤخر جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو عہد پورے کرو، تمہارے لیے چرنے والے چوپائے حلال کیے گئے ہیں، سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جائیں گے، اس حال میں کہ شکار کو حلال جاننے والے نہ ہو، جب کہ تم احرام والے ہو، بے شك اللہ فیصلہ کرتا ہے جو چاہتا ہے المآئدۃ ( 1 ).

معاہدہ کو پورا کرنے میں اس شرط پر بھی عمل کرنا ضروری ہے جو معاہدے میں رکھی گئی ہے.

اس لیے اگر کسی شخص نے سارا یا کچھ مہر مؤخر دینے کی شرط رکھی تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وقت متعین کیا گیا ہو تو وقت مقررہ پر ادائیگی کرنا ضروری ہے، اس مدت کے پورا ہونے پر وہ ادا کیا جائیگا.

اور اگر مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو پھر طلاق یا فسخ نکاح کی بنا پر علیحدگی یا موت کی بنا پر ادائیگی کرنا ہوگا، اور مہر مؤجل خاوند کے ذمہ قرض ہے؛ باقی قرض کی طرح وقت پورا ہونے پر ادائیگی کا مطالبہ کیا جائیگا، چاہے زندگی میں ہو یا موت کے بعد.. "

دیکھیں: مجموع فتاوى و رسائل بن العثیمین ( 18 / 31 ).

شیخ رحمہ اللہ سے یہ بھی سوال کیا گیا:

خاوند مالدار ہونے کے باوجود مہر مؤخر کی ادائیگی کرنے سے انکار کر رہا ہے؛ کیونکہ عقد نکاح کے وقت ولی کے ساتھ اتفاق یہ ہوا تھا کہ موت یا طلاق کی صورت میں ادائیگی کرنا ہو گی، اب بیوی کو اس کی شدید ضرورت بھی ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" حکم یہ ہے کہ شرط پر عمل کیا جائیگا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مسلمان اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں "

جب خاوند نے شرط رکھی تھی کہ موت یا علیحدگی دونوں میں سے ایك مدت تك مہر مؤخر ہے تو اسے اپنی شرط پر قائم رہنا چاہیے " انتہی

دیکھیں: اللقاء الشہری ( 2 / 361 - 362 ).

سوم:

دو اہم چیزوں پر متنبہ رہنا ضروری ہے:

پہلی:

عورت کو اپنے خاوند کی حالت کا خیال کرنا چاہیے کہ وہ تنگ دست ہے یا مالدار، اس لیے تنگ دستی کی صورت میں بیوی کو مہر مؤخر کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے، اور اگر اچھی حالت بھی ہو لیکن بیوی کو مال کی ضرورت نہ ہو اور بیوی دیکھے کہ خاوند ابھی مہر مؤخر کا مطالبہ اچھا نہیں سمجھتا تو عقل و حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ مطالبہ مؤخر کر دیا جائے، تا کہ ان کی زندگی اچھی بسر ہوتی رہے، بلکہ اگر وہ دیکھے کہ خاوند نفرت کرتا ہے تو بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ آپس میں محبت پیدا کرنے کے لیے خاوند کو اپنے مال میں سے کچھ نہ کچھ اور دے تا کہ خاوند کا دل موہ سکے اور اس کی جانب مائل ہو.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی قسم کی زیادتی یا بے رخی سے ڈرے تود ونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس

میں کسی طرح کی صلح کر لیں، اور صلح بہتر ہے، اور تمام طبعیتوں میں حرص ( حاضر ) رکھی گئی ہے، اور اگر تم نیکی کروا ور ڈرتے رہو تو بے شك اللہ اس میں سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ سے پورا باخبر ہے النساء ( 128 ).

دوسری:

خاوند کو بھی اپنی اس بیوی کے حق کا خیال کرنا چاہیے جس کی اس نے شرمگاہ حلال کی ہے، وہ اس کے حقوق کی پوری ادائیگی کرے، اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی و کمی نہ کرے، خاص کر جب دیکھے کہ بیوی کو اس حق کی ضرورت بھی ہے، چاہے ابھی اس کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا اسے مہر ادا کر دینا چاہیے.

اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ:

" تم میں بہتر شخص وہ ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہو " متفق علیہ.

اور ایك دوسری حدیث میں فرمایا:

" یقینا وہ شروط سب سے زیادہ وفا کا حق رکھتی ہیں جن سے تم نے شرمگاہ کو حلال کیا ہے " متفقہ علیہ.

واللہ اعلم .